(1،2) اصالۃً یا ضمناً حل یا مکہ جانے کی صورت میں احرام باندھنے، نہ باندھنے کا حکم
(3) بیوی، بچے سفر میں شوہر اور باپ کے تابع ہوتے ہیں۔
(4) بستان بنی عامر والے حیلے کا محل

حضرت مفتی صاحب! ایک مسئلے کے بارے میں شرعی رہنمائی درکار ہے، جس کی تفصیل یہ ہے کہ ایک شخص سعودی عرب میں حل کے مقام میں ایک ہسپتال میں چار سال سے ملازم ہے۔ اب اس کا ٹرانسفر طائف میں ہو گیا ہے جو کہ آفاق میں ہے۔ پاکستان سے کئی رشتے دار اور دوست احباب آکر رابطہ کرتے ہیں کہ ملاقات کے لیے آؤ۔ اب اگر یہ شخص طائف سے براستہ مکہ جاتا ہے تو میقات کی وجہ سے ہر بار احرام باندھ کر جانا پڑے گا، اور کئی بار ہفتے میں دو سے تین بار بھی جانا پڑتا ہے۔ اور ملازمت کی وجہ سے ہر بار احرام باندھ کر جانا اور عمرہ کرنا کافی زیادہ مشکل ہوتا ہے۔ اس صورت میں اگر یہ شخص طائف سے حل آنے کا ارادہ کرے، جہاں پہلے ملازم تھا وہاں کچھ دیر دوست واحباب کو مل کر آگے مکہ مکرمہ جانے کا ارادہ ہو تو اس تفصیل کے پیش نظر مذکورہ شخص اور اس کے بیوی بچوں کے احرام سے متعلق درج ذیل سوالات کے جواب مطلوب ہیں:

(1) اگر یہ شخص اصالۃً ارادہ تو مکہ مکرمہ جانے کا رکھتا ہے اور احرام سے بچنے کے لیے پہلے حل جائے، وہاں دوست احباب سے ملاقات کے لیے تھوڑی دیر ٹھہر کے آگے جائے تو کیا اس صورت میں طائف سے احرام باندھ کر جانا ضروری ہو گا؟

(2) اگر یہ شخص طائف سے اصالۃً مقام حل کے ارادے سے ہی نکلے، لیکن طائف سے نکلتے ہوئے اس کا ضمناً یہ بھی ارادہ ہو کہ وہ مکہ مکرمہ بھی جائے گا تو اس صورت میں بھی احرام کا باندھنا ضروری ہو گا؟

(3) مذکورہ دونوں صورتوں میں اس کے ساتھ بیوی بچے بھی ہوں گے، تو کیا ان کے لیے بھی احرام باندھنا ضروری ہو گا، کیونکہ مذکورہ شخص نے تو دوست احباب سے ملاقات کرنی ہے، لیکن بیوی بچوں نے شوہر کی وجہ سے حل کا ارادہ کیا ہے؟

(4) اگر مذکورہ شخص پر احرام باندھ کر جانا لازم ہے تو اس صورت میں فقہاء کرام نے احرام سے بچنے کے لیے جو بستان بنی عامر والا حیلہ لکھا ہے، اس کا محل کیا ہو گا؟

مستفتی: عمار یاسر
فون نمبر: 03006795752

Scanned by CamScanner

☆☆☆☆☆☆

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب باسم ملہم الصواب

آفاقی (وہ شخص جو حدودِ میقات سے باہر رہتا ہو) کے لیے اصل حکم تو یہ ہے کہ جب بھی وہ مکہ مکرمہ جانے کا قصد کرے گا تو میقات پر پہنچ کر اس کے لیے حج یا عمرے کا احرام باندھنا واجب ہے، خواہ مکہ مکرمہ جانے سے اس کی غرض حج یا عمرہ کرنا ہو یا تجارت و ملازمت کرنا ہو یا عزیز و اقارب سے ملاقات کرنا ہو، ہر حال میں مکہ جانے والے آفاقی شخص پر میقات سے احرام کی حالت میں گزرنا واجب ہے، بغیر احرام کے گزرنا حرام ہے۔

البتہ فقہاء کرام رحمہم اللہ نے لکھا ہے کہ اگر کسی آفاقی شخص کا مکہ مکرمہ (زادہا اللہ شرفاً) جانے کا ارادہ نہ ہو، بلکہ وہ حل (دائرہ مواقیت اور دائرہ حرم کے درمیان کا علاقہ) کے کسی علاقے میں جانا چاہتا ہو جیسے جدہ، بستان بنی عامر وغیرہ میں تو ایسے شخص کے لیے میقات سے بغیر احرام باندھے بھی گزرنا جائز ہے، اس لیے کہ اس صورت میں مذکورہ شخص کا حکم وہی ہوتا ہے جو حل میں رہنے والوں کا ہوتا ہے، یعنی جس طرح حل والوں پر احرام صرف اس وقت باندھنا واجب ہوتا جب یہ لوگ حج یا عمرے کے ارادے سے مکہ مکرمہ جانا چاہیں، لیکن اگر کسی اور مقصد سے حل والے مکہ مکرمہ جانا چاہیں تو ان پر احرام باندھنا واجب نہیں ہوتا، بغیر احرام کے بھی یہ لوگ مکہ مکرمہ داخل ہو سکتے ہیں، اسی طرح مذکورہ آفاقی (جس کا حل کی کسی جگہ پر جانے کا ارادہ ہو) شخص پر بھی مکہ مکرمہ جاتے ہوئے اس وقت احرام باندھنا واجب ہو گا، جس وقت مکہ کرمہ جانے سے اس کی غرض حج یا عمرہ کرنا ہو، ورنہ واجب نہیں ہو گا۔

اس مسئلے کو ذکر کرنے کے بعد صاحبِ درمختار علامہ حصکفیؒ نے لکھا ہے کہ "وھو الحیلة لمرید ذلک الا لمأمور بالحج للمخالفة"۔ (شامیة: 477/2)۔

یعنی اگر کوئی شخص مکہ مکرمہ میں بغیر احرام کے داخل ہونا چاہتا ہے تو وہ یہ حیلہ اختیار کر سکتا ہے کہ پہلے وہ حل کی کسی جگہ پر جانے کا ارادہ کرلے، پھر وہاں سے مکہ مکرمہ جانے کا ارادہ کرلے، اس طرح کرنے سے مذکورہ شخص پر مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے لیے احرام واجب نہیں ہو گا، بلکہ بغیر احرام کے بھی مذکورہ شخص مکہ مکرمہ داخل ہو سکے گا۔ (کما فی الشامیہ: 477/2)۔

لیکن علامہ شامی رحمہ اللہ ہی کی دیگر عبارات کو سامنے رکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ شخص کے لیے اس حیلے کا اختیار کرنے کا حکم بھی علی الاطلاق نہیں ہے، بلکہ چند شرائط کے ساتھ مقید ہے۔ اور وہ شرائط مندرجہ ذیل ہیں:-

1: اصل مقصد حل ہی کی کسی جگہ پر جانا ہو (خواہ وہ جگہ متعین ہو یا نہ ہو)، مکہ جانے کا ارادہ ضمناً ہو، لیکن اگر کسی شخص کا اصل ارادہ ہی مکہ جانے کا ہو، حل جانے کا ارادہ ضمنی طور پر ہو، تو ایسے آفاقی شخص کے لیے بغیر احرام کے میقات سے گزرنا جائز نہیں ہے۔

Scanned by CamScanner

2: حل کی کسی جگہ پر جانے کا ارادہ میقات سے گزرنے سے پہلے پہلے کیا ہو خواہ گزرتے ہوئے ہی کیوں نہ کیا ہو، لیکن اگر کسی آفاقی نے بغیر احرام باندھے میقات سے گزر کر حل کی کسی جگہ کا ارادہ کیا تو اس کا یہ ارادہ معتبر نہیں ہو گا۔ اور اس پر دم لازم ہو گا۔

3: حل جانے کا ارادہ بھی کسی ضرورت وحاجت کی بنا پر ہو، اور اگر حل جانے کا مقصد صرف یہ ہو کہ بعد میں بغیر احرام کے مکہ چلا جاؤں گا، تو اس صورت میں بھی بغیر احرام کے میقات سے گزرنا جائز نہیں ہو گا۔

4: مکے میں داخل ہوتے وقت حج یا عمرہ کا بالکل بھی ارادہ نہ ہو، بلکہ کوئی اور حاجت پیش نظر ہو۔

5: مذکورہ آفاقی شخص کسی کی طرف سے مأمور بالحج نہ ہو۔

مذکورہ تفصیل کے بعد اپنے تمام سوالات کا جواب ملاحظہ فرمائیں:

(1) اس صورت میں پہلی شرط ہی نہیں پائی جا رہی کہ جس میں اصالۃً ارادہ حل کا ہونا ضروری ہے، اگرچہ ضمناً مکے کا ارادہ ہو، لہذا اس صورت میں مذکورہ شخص پر میقات سے گزرتے ہوئے احرام باندھنا واجب ہو گا۔

(2) مذکورہ صورت میں چونکہ اصالۃً ارادہ حل کا ہے، اس لیے اس صورت میں مذکورہ شخص کا میقات سے بغیر احرام کے گزرنا جائز ہے، بشرطیکہ دیگر مذکورہ بالا تمام شرائط کا بھی لحاظ رکھا گیا ہو۔

(3) پہلی صورت میں چونکہ اصالۃً مکہ مکرمہ جانے کا ارادہ ہے، لہذا اس صورت میں جس طرح شوہر کے لیے بغیر احرام کے میقات سے گزرنا جائز نہیں تھا، اسی طرح اس کی بیوی اور بالغ بچوں کے لیے بھی بغیر احرام کے میقات سے گزرنا جائز نہیں ہے۔

اور دوسری صورت میں چونکہ اصالۃً حل جانے کا ارادہ تھا، اس لیے اس صورت میں جس طرح شوہر کا بغیر احرام کے میقات سے گزرنا جائز ہے، اسی طرح بیوی اور بالغ بچوں کے لیے بھی بغیر احرام کے میقات سے گزرنا جائز ہے، اس لیے کہ سفر میں بیوی اور بچے شوہر اور باپ کے تابع ہوتے ہیں، اس لیے جو شوہر اور باپ کی نیت ہو گی وہی بیوی اور بچوں کی نیت ہو گی۔ نیز نابالغ بچے ہر حال میں میقات سے بغیر احرام کے گزر سکتے ہیں۔

(4) بستان بنی عامر کے حیلے کی تفصیل اوپر تمہید میں ذکر کی جا چکی ہے۔

کما فی الدر المختار: (474/2) ط: سعید

(والمواقيت) أي المواضع التي لا يجاوزها مريد مكة إلا محرما خمسة (ذو الحليفة) بضم ففتح مكان على ستة أميال من المدينة وعشر مراحل من مكة تسميها العوام أبيار علي - رضي الله عنه - يزعمون أنه قاتل الجن في بعضها وهو كذب۔

وفی رد المحتار: (474/2) ط: سعید

ثم اعلم أن الميقات المكاني يختلف باختلاف الناس، فإنهم ثلاثة أصناف آفاقي، وحلي أي من كان داخل المواقيت، وحرمي، وذكرهم المصنف على هذا الترتيب (قوله مريد مكة) أي ولو لغير نسك كتجارة ونحوها كما يأتي (قوله لا محرما) أي بحج أو عمرة۔

Scanned by CamScanner

وفي الدر المختار: (476/2) ط: سعيد

(وحرم تأخير الإحرام عنها) كلها (لمن) أي لآفاقي (قصد دخول مكة) يعني الحرم (ولو لحاجة) غير الحج أما لو قصد موضعا من الحل كتخليص وجدة حل له مجاوزته بلا إحرام فإذا حل به التحق بأهله فله دخول مكة بلا إحرام وهو الحيلة لمريد ذلك إلا المأمور بالحج للمخالفة.

وفي رد المحتار: (477/2) ط: سعيد

(قوله وحرم إلخ) فعليه العود إلى ميقات منها وإن لم يكن ميقاته ليحرم منه، وإلا فعليه دم كما سيأتي بيانه في الجنايات (قوله كلها)... (قوله أي لآفاقي) أي ومن ألحق به كالحرمي والحلي إذا خرجا إلى الميقات كما يأتي فتقييده بالآفاقي للاحتراز عما لو بقيا في مكانهما، فلا يحرم كما يأتي... (قوله غير الحج) كمجرد الرؤية والنزهة أو التجارة فتح (قوله أما لو قصد موضعا من الحل إلخ) أي مما بين الميقات والحرم. والمعتبر القصد عند المجاوز لا عند الخروج من بيته كما سيأتي في الجنايات: أي قصدا أوليا كإذا قصده لبيع أو شراء، وأنه إذا فرغ منه يدخل مكة ثانيا إذ لو كان قصده الأولي دخول مكة، ومن ضرورته أن يمر في الحل فلا يحل له (قوله فله دخول مكة بلا إحرام) أي ما لم يرد نسكا كما يأتي قريبا (قوله وهو الحيلة إلخ) أي القصد المذكور وهو الحيلة لمن أراد دخول مكة بلا إحرام لكن لا تتم الحيلة إلا إذا كان قصده لموضع من الحل قصدا أوليا كما قررناه ولم يرد النسك عند دخول مكة كما يأتي قريبا وسيأتي تمام الكلام على ذلك في أواخر الجنايات إن شاء الله تعالى.

وفي الدر المختار: (478/2) ط: سعيد

(وحل لأهل داخلها) يعني لكل من وجد في داخل المواقيت (دخول مكة غير محرم) ما لم يرد النسك كما لو جاوزها حطابو مكة فهذا (ميقاته الحل) الذي بين المواقيت والحرم (و) الميقات (لمن بمكة) حتى من بداخل الحرم (للحج الحرم وللعمرة الحل) ليتحقق نوع سفر والتنعيم أفضل.

وفيه أيضا: (579/2)

(آفاقي) مسلم بالغ (يريد الحج) ولو نفلا (أو العمرة) فلو لم يرد واحدا منهما لا يجب عليه دم بمجاوزة الميقات، وإن وجب حج أو عمرة إن أراد دخول مكة أو الحرم على ما سيأتي في المتن قريبا (وجاوز وقته) ظاهر ما في النهر عن البدائع اعتبار الإرادة عند المجاوزة (ثم أحرم لزمه دم؛ كما إذا لم يحرم، فإن عاد) إلى ميقات ما (ثم أحرم أو) عاد إليه حال كونه (محرما لم يشرع في نسك) صفة: محرما كطواف ولو شوطا، وإنما قال (ولبى) لأن الشرط عند الإمام تجديد التلبية عند الميقات بعد العود إليه خلافا لهما (سقط دمه).

وفي رد المحتار: (579/2) ط: سعيد

والحاصل أن المحرم ثلاثة أصناف آفاقي وحلي وحرمي... (قوله مسلم بالغ) فلو جاوزه كافر أو صبي فأسلم وبلغ لا شيء عليهما،... (قوله يريد الحج أو العمرة) كذا قاله صدر الشريعة، وتبعه صاحب الدرر وابن كمال باشا، وليس بصحيح لما نذكر. ومنشأ ذلك قول الهداية: وهذا الذي ذكرنا أي من لزوم الدم بالمجاوزة إن كان يريد الحج أو العمرة، فإن كان دخل البستان لحاجة فله أن يدخل مكة بغير إحرام. اهـ. قال في الفتح: يوهم ظاهره أن ما ذكرنا من أنه إذا جاوز غير محرم وجب الدم إلا أن يتلافاه، محله ما إذا قصد النسك، فإن قصد التجارة أو السياحة لا شيء عليه بعد الإحرام وليس كذلك لأن جميع الكتب ناطقة بلزوم الإحرام على من قصد مكة سواء قصد النسك أم لا. وقد صرح به المصنف أي صاحب الهداية في فعل المواقيت، فيجب أن يحمل على أن الغالب فيمن قصد مكة من الآفاقيين قصد النسك، فالمراد بقوله إذا أراد الحج أو العمرة إذا أراد مكة. اهـ... ملخصا من ح عن الشرنبلالية، وليس المراد بمكة خصوصها، بل قصد الحرم مطلقا موجب للإحرام كما مر قبيل فصل الإحرام، وصرح به في الفتح وغيره (قوله فلو لم يرد إلخ) قد علمت ما فيه ح (قوله على ما مر) أي أول الكتاب في بحث المواقيت في قوله وحرم تأخير الإحرام عنها لمن قصد دخول مكة ولو لحاجة.

Scanned by CamScanner

وفي الدر المختار: (2/581، 582، 583) ط: سعيد

(دخل كوفي) أي آفاقي (البستان) أي مكانا من الحل داخل الميقات (لحاجة) قصدها ولو عند المجاوزة على ما مر، ونية مدة الإقامة ليست بشرط على المذهب (له دخول مكة غير محرم ووقته البستان ولا شيء عليه) لأنه التحق بأهله كما مر، وهذه حيلة لآفاقي يريد دخول مكة بلا إحرام (و) يجب (على من دخل مكة بلا إحرام) لكل مرة (حجة أو عمرة) فلو عاد فأحرم بنسك أجزأه عن آخر دخوله، وتمامه في الفتح.

وفي رد المحتار: (2/581)

(قوله أي آفاقي) أفاد أن المراد بالكوفي كل من كان خارج المواقيت (قوله البستان) أي بستان موضع قريب من مكة داخل الميقات خارج الحرم، وهي التي تسمى الآن نخلة محمود بن كمال منه إلى مكة أربعة وعشرين ميلا. قال بعض المحشين: قال النووي: قال بعض أصحابنا: هذه القرية على يسار مستقبل الكعبة إذا وقف بأرض عرفات. وفي غاية السروجي: بالقرب من جبل عرفات على طريق العراق والكوفة إلى مكة (قوله أي مكانا من الحل) أشار إلى أن البستان غير قيد؛ وأن المراد مكان داخل المواقيت من الحل. والظاهر أنه لا يشرط أن يقصد مكانا معينا لأن الشرط عدم قصد دخول الحرم عند المجاوزة؛ فأي مكان قصده من داخل المواقيت حصل المراد كما سيتضح فافهم (قوله لحاجة) كذا في البدائع والهداية والكنز وغيرها، وهو احتراز عما إذا أراد دخول مكان من الحل لمجرد المرور إلى مكة فإنه لا يحل له إلا محرما فلا بد من هذا القيد، وإلا فكل آفاقي أراد دخول مكة لا بد له من دخول مكان في الحل. على أنه في البحر جعل الشرط قصده الحل من حين خروجه من بيته: أي ليكون سفره لأجله لا لدخول الحرم كما يأتي، ولذا قال ابن الشلبي في شرحه ومنلا مسكين لحاجة له بالبستان لا لدخول مكة، ويأتي توضيحه فافهم.

وفي رد المحتار: (2/582)

ـ.وحاصله أن الشرط أن يكون سفره لأجل دخول الحل وإلا فلا تحل له المجاوزة بلا إحرام. قال في النهر: الظاهر أن وجود ذلك القصد عند المجاوزة كاف، ويدل على ذلك ما في البدائع بعد ما ذكر حكم المجاوزة بغير إحرام قال: هذا إذا جاوز أحد هذه المواقيت الخمسة يريد الحج أو العمرة أو دخول مكة أو الحرم بغير إحرام، فأما إذا لم يرد ذلك وإنما أراد أن يأتي بستان بني عامر أو غيره لحاجة فلا شيء عليه اهـ فاعتبر الإرادة عند المجاوزة كما ترى اهـ أي إرادة الحج ونحوه وإرادة دخول البستان، فالإرادة عند المجاوزة معتبرة فيهما. ولذا ذكر الشارح ذلك في الموضعين كما قدمناه فافهم. وقول البحر فلا بد من وجود قصد مكان مخصوص من الحل غير ظاهر، بل الشرط قصد الحل فقط ـــ(قوله له دخول مكة غير محرم) أي إذا أراد دخول البستان لحاجة لا لدخول مكة ثم بدا له دخول مكة لحاجة له دخولها غير محرم كما في شرح ابن الشلبي ومنلا مسكين. قال في الكافي لأن وجوب الإحرام عند الميقات على من يريد دخول مكة وهو لا يريد دخولها، وإنما يريد البستان وهو غير مستحق التعظيم فلا يلزمه الإحرام بقصد دخوله. اهـ. قلت: وهذا إذا أراد دخول مكة لحاجة غير النسك وإلا فلا يجاوز ميقاته إلا بإحرام، ولذا قال قبيل فصل الإحرام عند ذكر المواقيت: وحل لأهل داخلها دخول مكة غير محرم ما لم يرد نسكا ـــ(قوله كما مر) أي قبيل فصل الإحرام حيث قال: أما لو قصد موضعا من الحل كخليص وحدة حل له مجاوزته بلا إحرام، فإذا حل به التحق بأهله. فله دخول مكة بلا إحرام (قوله هذه حيلة لآفاقي إلخ) أي إذا لم يكن مأمورا بالحج عن غيره كما قدمه الشارح هناك وقدمنا الكلام عليه. ثم إن هذه الحيلة مشكلة لما علمت من أنه لا يجوز له مجاوزة الميقات بلا إحرام ما لم يكن أراد دخول مكان في الحل لحاجة، وإلا فكل آفاقي يريد دخول مكة لا بد أن يريد دخول الحل وقدمنا أن التقييد بالحاجة احتراز عما لو كان عند المجاوزة يريد دخول مكة وإنه إنما يجوز له دخولها بلا إحرام إذا بدا له بعد ذلك دخولها كما قدمناه عن شرح ابن الشلبي ومنلا مسكين.

وفي رد المحتار: (2/583) ط: سعيد

فعلم أن الشرط لسقوط الإحرام أن يقصد دخول الحل فقط، ويدل عليه أيضا ما نقلناه عن الكافي من قوله وهو لا يريد دخولها أي مكة، وإنما يريد البستان، وكذا ما نقلناه عن البدائع من قوله فأما إذا لم يرد ذلك وإنما

Scanned by CamScanner

أراد أن يأتي بستان بني عامر، وكذا قوله في اللباب: ومن جاوز وقته يقصد مكانا من الحل ثم بدا له أن يدخل مكة فله أن يدخلها بغير إحرام فقوله ثم بدا له أي ظهر وحدث له يقتضي أنه لو أراد دخول مكة عند المجاوزة يلزمه الإحرام وإن أراد دخول البستان لأن دخول مكة لم يبد له بل هو مقصوده الأصلي، وقد أشار في البحر إلى هذا الإشكال وأشار إلى جوابه بما تقدم عنه من أنه لا بد أن يكون قصد البستان من حين خروجه من بيته: أي بأن يكون سفره المقصود لأجل البستان لا لأجل دخوله مكة كما قدمناه. وأجاب أيضا في شرح اللباب بقوله والوجه في الجملة أن يقصد البستان قصدا أوليا، ولا يضره دخول الحرم بعده قصدا ضمنيا أو عارضيا، كما إذا قصد هندي جدة لبيع وشراء أولا ويكون في خاطره أنه إذا فرغ منه أن يدخل مكة ثانيا، بخلاف من جاء من الهند بقصد الحج أولا ويقصد دخول جدة تبعا ولو قصد بيعا وشراء. اهـ. وهو قريب من جواب البحر لأن حاصله أن يكون المقصود من سفره البيع والشراء في الحل ويكون دخول مكة تبعا ـ الخ

وفى الموسوعة الفقهية الكويتية: (147/2)

-ب- من مر بالمواقيت يريد دخول الحرم لحاجة غير النسك اختلف فيه: ذهب الحنفية والمالكية والحنابلة إلى أنه يجب عليه الإحرام لدخول مكة أو الحرم المعظم المحيط بها، وعليه العمرة إن لم يكن [illegible]. وذهب الشافعية إلى أنه إذا قصد مكة أو منطقة الحرم لحاجة لا للنسك جاز له ألا يحرم.

وفى المغني لأبن قدامة: (221/3)

فأما المجاوز للميقات ممن لا يريد النسك فعلى قسمين: (أحدهما): لا يريد دخول الحرم بل يريد حاجة فيما سواه فهذا لا يلزمه الإحرام بغير خلاف ولا شيء عليه في ترك الإحرام وقد أتى بأساثم متى بدا لهذا الإحرام وتجدد له اعزم عليه أحرم من موضعه ولا شيء عليه هذا ظاهر كلام الخرقي وبه يقول مالك والثوري والشافعي وصاحبا أبي حنيفة ـ القسم الثاني: من يريد دخول الحرم إما إلى مكة أو غيرها فهم على ثلاثة أضرب أحدها: من يدخلها لقتال مباح أو من خوف أو لحاجة متكررة كالحشاش والحطاب وناقل الميره والقبح ومن كانت له ضيعة يتكرر دخوله وخروجه إليها فهؤلاء لا إحرام عليهم لأن النبي صلى الله عليه و سلم دخل يوم الفتح مكة حلالا وعلى رأسه المغفر وكذلك أصحابه ولم نعلم أحدا منهم أحرم يومئذ ولو أوجبنا الإحرام على كل من يتكرر دخوله أفضى إلى أن يكون جميع زمان محرما فسقط للحرج وبهذا الشافعي وقال أبو حنيفة: لا يجوز لأحد دخول الحرم بغير إحرام إلا أن من كان دون الميقات لأنه يجاوز الميقات مريد اللحرم فلم يجز بغير إحرام كغيره.

وفى العرف الشذى شرح سنن الترمذى: (229/2) باب ماجاء فى مواقيت الاحرام الآفاقى

ثم قال أنو حنيفة: من مر على الميقات مريدا مكة يجب عليه الاحرام، أراد الحج أو العمرة أو لا الا الحطابين أو الحشاشين.

وفى العناية على هامش فتح القدير: (326/2)

والحيلة لمن أراد من الأفاقى دخوله بغير احرام أن يقصد بستان بنى عامر أو غيره من الحل فلا يجب الاحرام.

وفى عمدة القاري شرح صحيح البخاري: (141/9)

من أتى على ميقات من المواقيت لا يتجاوز غير محرم عند أبي حنيفة سواء قصد دخول مكة أو لم يقصد. وقال القرطبي: أما من مر على الميقات قاصدا دخول مكة من غير نسك، وكان ممن لا يتكرر دخوله إليها، فهل يلزمه دم أو لا؟ اختلف فيه أصحابنا، وظاهر الحديث أنه إنما يلزم الإحرام من أراد مكة لأحد النسكين، خاصة وهو مذهب الزهري وأبي مصعب في آخرين، وقال ابن قدامة: أما المجاوز للميقات ممن لا يريد النسك فعلى قسمين: أحدهما: لا يريد دخول مكة بل يريد حاجة فيما سواها، فهذا لا يلزمه الإحرام بلا خلاف، ولا شيء عليه في تركه الإحرام لأنه صلى الله عليه وسلم أتى بدرا مرتين ولم يحرم، ولا أحد من أصحابه، ثم بدأ لهذا الإحرام وتجدد له العزم عليه أن يحرم من موضعه، ولا شيء عليه، هذا ظاهر كلام الخرقي، وبه يقول مالك والثوري والشافعي وصاحبا أبي حنيفة.

Scanned by CamScanner

وفی درر الحکام شرح غرر الأحکام:(132/1)باب صلاة المسافر

(قوله قاصدا قطع مسافة) أقول أي وهو ممن يعتبر قصده حتى لو خرج صبي ---. وهذا أي كونه ممن يعتبر قصده أحد شروط ثلاثة لصحة النية ذكرها المقدسي عن الزاهدي وثانيها الاستقلال بالحكم فلا تعتبر نية التابع وثالثها أن ينوي سفرا صحيحا وهو ثلاثة أيام فما فوقها وذلك معلوم من كلام المصنف.

وفی تحفة الفقهاء:(148/1)باب صلاة المسافر

ثم المعتبر في حق النية هو نية الأصل دون التابع حتى إن المولى إذا نوى السفر وخرج من العمران مع عبده يصير عبده مسافرا وإن لم ينو السفر لأنه تابع وكذلك الزوج مع الزوجة وكذلك كل من لزمه طاعة غير من الخليفة والسلطان وأمير الجند ونحو ذلك۔

وکذا فی الکتب الأتیة:

وفی بدائع الصنائع : (164/2)، وفی بداية المجتهد : (325/1)، وفی المبسوط للسرخسي :(167/4) وفی البناية شرح الهداية :(162/4)، وفی المبسوط للسرخسي: (303/4) وفی الفتاوی الهندية :(1/ 221) ط: رشيديه، وفی البحر الرائق (139/2) باب صلاة المسافر، وفی الشامية (126/2)

الجواب صحیح	الجواب صحیح	الجواب صحیح	واللہ اعلم بالصواب
بندہ محمد نعیم عفا اللہ عنہ	محمد یوسف عباس عفا اللہ عنہ	شاہ ولی اللہ عفا اللہ عنہ	بندہ محمد فرحان حمید صادق آبادی عفا اللہ عنہ
۱/رمضان/۱۴۴۰ھ	۱/رمضان/۱۴۴۰ھ	۱/رمضان/۱۴۴۰ھ	مرکز الافتاء والارشاد غرفۃ السالکین کراچی
2019/5/7ش	2019/5/7ش	2019/5/7ش	۱/رمضان/۱۴۴۰ھ
			2019/5/7ش

مرکز الافتاء والارشاد غرفۃ السالکین گلستان جوہر کراچی

مرکز الافتاء والارشاد نائب مفتی غرفۃ السالکین کراچی

مرکز الافتاء والارشاد مفتی غرفۃ السالکین کراچی

حوالہ نمبر: ۱۳۱/۱۵

مؤرخہ: ۷/۵/۲۰۱۹

Scanned by CamScanner